Safeeneh
A Research Journal of Persian
Language, Literature and Culture
No 13, 2015 pp 181-198

سفینه
مجلهٔ تحقیقی در زمینهٔ زبان ، ادبیات و فرهنگ فارسی
شمارهٔ ۱۳، ۲۰۱۵ میلادی، صص ۱۸۱ تا ۱۹۸

مثنوی معنوی کے اردو تراجم اور شروح

دکتر معصومه غلامی
گروه اردو، دانشکدهٔ زبانهای خارجی
دانشگاه تهران، ایران

چکیده:

مولانا جلال الدین محمد بلخی در سراسر جهان فارسی محبوبیت فراوانی دارد. حتی غیر فارسی زبانان نیز به ترجمهٔ آثار وی پرداخته و او را به همهٔ جهانیان معرفی کرده اند. در مقالهٔ حاضر نویسنده به معرفی مثنوی معنوی و تراجم و شروح آن به زبان اردو پرداخته و تراجم و شروح را بررسی نیز کرده است.

واژه های کلیدی: مولانا جلال الدین محمد بلخی، مثنوی معنوی، تراجم اردو، شروح اردو، بررسی.

دنیائے تصوف میں مولانا جلال الدین رومی کو ممتاز حیثیت حاصل ہے۔ وہ سلسلۂ مولویہ کے بانی ہیں اور ان کی مثنوی دراصل تصوف کے اسرار و نکات کا مجموعہ ہے۔ اس کتاب میں رومی نے دقیق صوفیانہ مسائل کو بڑے دل نشیں اور قابل فہم انداز میں بیان کیا ہے۔

تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ پاک و ہند کی سرزمین صوفیانہ خیالات کے لیے نہایت زرخیز ثابت ہوئی اور یہاں شروع ہی سے پیری و مریدی کا سلسلہ چلتا آ رہا ہے۔ بلکہ یہ کہنا زیادہ درست ہو گا کہ اس خطے میں اسلام کی اشاعت کا کام سراسر اولیائے کرام اور صوفیۂ عظام کی مساعی کا مرہون منت ہے۔

مختلف تاریخی روایات کے مطابق، برصغیر کے دانشور اور صوفیا حضرات کی فکری تشکیل میں مولانا جلال الدین رومی کی مثنوی کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ برصغیر میں مثنوی رومی کی آمد کے حوالے سے ڈاکٹر وحید قریشی (قاضی سجاد، ۸) اور ڈاکٹر اختر راہی (اختر راہی، برصغیر میں مثنوی معنوی سے اعتنا، ۳۷) نے مولانا شبلی نعمانی کا حوالہ دے کر لکھا ہے کہ رومی کے عہد ہی میں مثنوی معنوی برصغیر میں پہنچ گئی۔ مولانا شبلی (م۔۱۳۳۲ھ/۱۹۱۴ء) نے سوانح مولانا روم میں لکھا ہے کہ پانی پت کے مشہور بزرگ شاہ بوعلی قلندر (م۔۷۴۲ھ/۱۳۴۲ء) مدت تک مولانا روم کی ہم نشینی سے مستفید ہوئے تھے۔ (شبلی نعمانی، ۳۴)

اگر مولانا شبلی نعمانی کی یہ رائے درست تسلیم کر لی جائے تو مثنوی معنوی کا برصغیر میں ساتویں صدی ہجری میں آ جانا یقینی ہے۔ مثنوی بوعلی قلندر میں ایسے اشعار کا سراغ ملتا ہے جن سے مثنوی رومی سے اثر پذیری کا واضح ثبوت ملتا ہے۔ مثال کے طور پر ملاحظہ کیجئے:

مولوی گفتہ ز روئے امتحان   این سخن در گوش دار اے جوان
این خیالست و محالست و جنون   ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دون

ہر زمان از عشق او جامی بزن   ہر نفس در یاد او گامی بزن
سنگ گر می بودمی کردی اثر   مولوی فرمود نشنیدی مگر

(بوعلی قلندر، ۸ و ۲۲)

ڈاکٹر وحید قریشی کے مطابق فخر الدین عراقی کی ملتان میں آمد بھی مطالعات رومی میں خاص اہمیت کی حامل ہے۔(قاضی سجاد،۸) فخر الدین عراقی (۶۰۰ھ - ۶۸۸ھ/۱۲۰۳ء - ۱۲۸۹ء) ہمدان سے تعلق رکھتے تھے اور عراقی ان کا تخلص تھا۔ بدیع الزمان فروز انفر کے مطابق فخر الدین نے ۲۵ سال (یعنی ۶۴۱ھ سے لے کر ۶۶۶ھ) تک شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی (۵۶۶ھ-۶۶۱ھ) کی خدمت میں گزارے۔ (فروزانفر،۱۲۴) انھوں نے ملتان میں پچیس سال قیام کے بعد حالات کے پیش نظر سرزمین روم کا سفر کیا اور وہاں حضرت مولانا کے رفیق شیخ صدر الدین قونوی (م:۶۷۳ھ/۱۲۷۵ء) کا تلمذ اختیار کیا۔ مولانا اور صدر الدین کے قریبی تعلقات کے پیش نظر وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ عراقی مولانا کی مجالس میں حاضر رہے ہوں گے اور انھوں نے رومی کی ہدایات سے بلاواسطہ استفادہ کیا ہو گا۔ قیام روم کے دوران فخر الدین عراقی نے بہاء الدین زکریا کے صاحبزادہ صدرالدین عارف سے خط وکتابت کا سلسلہ جاری رکھا۔ انھی روابط کے زیر اثر شیخ بہاء الدین زکریا کی خانقاہ برصغیر میں مثنوی کے انجذاب میں موثر کردار ادا کر سکی۔ چنانچہ بہاء الدین کے مرید اور شاگرد حسین بن عالم امیر حسینی (م.۷۱۸ھ/ ۱۳۱۸ء) نے مثنوی معنوی کے تتبع میں 'کنز الرموز' کے زیر عنوان ایک مثنوی لکھی۔

حضرت نصیر الدین چراغ دہلی (م.۷۵۷ھ) کے ملفوظات 'خیرالمجالس' میں مثنوی معنوی کے دو اشعار کا سراغ ملتا ہے۔(شبانہ سحر،۱۲۹) جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آٹھویں صدی ہجری میں سرزمین پاک و ہند میں مثنوی معنوی کی شہرت اتنی عام ہوگئی تھی کہ صوفیا و اولیائے کرام نے اس کا بغور مطالعہ کر رکھا تھا اور مجالس میں تقریر کے دوران افہام وتفہیم کے لیے اشعار رومی کا حوالہ دیتے تھے۔

نویں صدی ہجری میں برصغیر پاک وہند میں مثنوی معنوی درسی نصاب کی حیثیت اختیار کر گئی اور سلسلہ چشتیہ کے خلفاء نے اپنی خانقاہوں اور مدرسوں میں مثنوی کی تدریس کا آغاز کیا۔ اس دور میں مثنوی معنوی کے سہل ممتنع اسلوب اور تدریسی ضرورتوں کے پیش نظر اس کتاب کی شرحیں

لکھنے کی تحریک شروع ہوئی۔ مشہو رشرح 'روشنی' از ضیاء الدین ۸۹۲ھ/ ۱۴۸۷ء میں لکھی گئی۔ مثنوی معنوی سے دلچسپی کا واضح اظہار جلال الدین محمد اکبر (حک:۹۶۳ھ-۱۰۱۴ھ) کے زمانے میں ملتا ہے۔ اکبر تصوف کی طرف طبعی میلان رکھتا تھا اور مسلم صوفیوں سے اسے خاص عقیدت تھی ۔ دربار اکبری کے صدر الصدور ابوالفضل علامی (م.۱۱۰۲ھ/۱۶۰۲ء) کو مثنوی معنوی سے گہری دلچسپی تھی۔ چنانچہ اس نے شاہزادہ دانیال کے تعلیمی نصاب میں مثنوی کو بھی شامل کیا تھا۔ دسویں صدی ہجری میں جلال الدین دہلوی (م.۹۴۲ھ/ ۱۵۳۵ء) نے مثنوی معنوی کی پیروی میں 'مرآ ۃ المعانی' کے نام سے ایک عرفانی مثنوی قلمبند کی۔

اکبر کا زمانہ معقولات پسند علماء اور بھگتی تحریک کے زیر اثر ایمان و یقین اور سوز وگداز سے بہت حد تک خالی رہا۔ جہانگیر کی تخت نشینی سے حالات میں تبدیلی آئی۔ اس کے عہد (۱۶۰۵ء -۱۶۲۷ء) میں معاشرے میں روحانی تسکین کی تلاش شروع ہوئی۔ اس دور میں قادریہ صوفی شیخ ابوالمعالی (م۱۰۲۴ھ/ ۱۶۱۵ء) نے مثنوی کے بعض مشکل اشعار کی صوفیانہ انداز میں شرح لکھی۔ انھوں نے اس شرح کو شاہزادہ داراشکوہ کو پیش کیا۔ بعدازاں داراشکوہ نے اس شرح کو اپنی تألیف 'سکینۃ الاولیا' میں شامل کیا۔ اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ گیارہویں صدی ہجری میں امراء اور خواص نے مثنوی میں بطور خاص دلچسپی لینا شروع کر دی تھی۔

شاہجہان اور اورنگ زیب کا دور مطالعہ مثنوی کے لیے نہایت موافق رہا۔ شاہجہان کے دور (۱۶۲۷ء - ۱۶۵۸ء) میں مثنوی شناسی کی روا تنی تیز ہوگئی کہ مثنوی کا مطالعہ معمولات میں شامل ہوگیا۔ مثنوی معنوی کی اس عام دلچسپی کے پیش نظر شرح لکھنے کی تحریک نے زیادہ شدت پکڑی۔ شاہجہانی دور کے بزرگ عبداللطیف بن عبداللہ عباسی گجراتی (م. ۱۰۴۸ھ/ ۱۶۳۸ء) نے مثنوی کے بعید ازفہم اشعار اور عربی عبارتوں کی تشریح میں 'لطائف المعنوی من حقایق المثنوی' لکھی۔ انھوں نے 'لطائف اللغات' کے زیرعنوان مثنوی کے عربی الفاظ اور اصطلاحات صوفیہ کی ایک فرہنگ تیار کی۔ اس صوفی عالم نے ۱۰۳۲ھ/۱۶۲۲ء میں مثنوی کا ایک مستند نسخہ بھی تیار کیا، اور اسے 'نسخہ ناسخہ مثنویات سقیمہ' کے نام سے موسوم کیا۔ علاوہ ازیں عبداللطیف نے مثنوی کے تمام دفتروں کے لیے دیباچوں کا

اہتمام کیا۔ یہ دیباچے مرآۃ المعنوی/ مرآۃ المثنوی نامی کتاب میں شامل کیے گئے۔ گیارہویں صدی ہجری میں مثنوی کی شرحیں کثیر تعداد میں لکھی گئیں۔ 'مکاشفات رضوی' (سنہ تالیف: ۱۰۴۸ھ/۱۶۷۳ء) از مولوی محمد رضا ملتانی لاہوری، مفتاح المعانی از عبدالفتاح احمدآبادی (م۱۰۹۰ھ/۱۶۷۹ء) اور حاشیہ مثنوی از محمد نور اللہ احراری (م۱۰۷۳ق/۱۶۶۲ء)، اس صدی کی اہم شرحیں ہیں۔

اورنگزیب کا ایک رفیق خاص میر علی عسکری رازی ملقب بہ عاقل خان (م. ۱۱۰۸ھ) مثنوی شناسی کے حوالے سے ایک بڑا عالم تھا۔ اس کا انتخاب 'نہر بحر مثنوی' تألیف (۱۰۸۱ھ) کے عنوان سے موسوم ہوا۔ اس صدی میں برصغیر کے بعض شعراء نے مثنوی کی تقلید میں صوفیانہ مثنویاں لکھیں، جن میں مثنوی سخن عالی از نعمت خان عالی (م.۱۰۶۸ھ/ ۱۶۵۷ء)، مثنوی از شاہد عرشی (م.۱۰۹۱ھ/۱۶۸۰ء)، مثنوی ولی رام از ولی دہلوی (م. ۱۰۷۸ھ/ ۱۶۶۷ء) اور مثنوی مرقع از عاقل خان رازی (م. ۱۱۰۸ھ/ ۱۶۹۶ء) سرفہرست ہیں۔

بارھویں صدی ہجری مسلمانوں کے انحطاط اور بیرونی حملہ آوروں کی وجہ سے افراتفری اور انتشار کا زمانہ ہے۔ اورنگزیب عالمگیر کی وفات (۱۷۰۷ء) کے ساتھ مغلوں کی شان وشوکت میں بہت کچھ زوال آ گیا اور علمی مجالس کی رونق کم ہونے لگی۔ اس کے باوجود اس صدی میں مطالعہ مثنوی کے سلسلے میں بہت سی کوششیں ہوئیں اور کثیر تعداد میں شروح لکھی گئیں۔ اس عہد میں بھی برصغیر کے شعراء نے مثنوی کے اسلوب اور موضوعات سے متاثر ہو کر مثنویاں لکھیں۔ افضل سرخوش کے ہندو شاگرد بھوپت رائے بیراگی متخلص بہ بیغم (م۱۱۳۲/۱۷۲۰ء) نے ''قصص الفقرائے ہند'' کے زیرعنوان ایک مثنوی مرقوم کی۔ اس کے چند اشعار ملاحظہ ہوں :

دل تپیدن ہا حکایت می کند چشم خونباران روایت می کند
تا ز اصل خود جدا افتادہ ام داد بے تابی چو بسمل دادہ ام
گاہ چو بسمل تپم در خاک و خون گہ چو بوئے گل روم از خود برون

(سید عبداللہ، ۲۹۵)

ڈاکٹر اختر راہی نے ایک اور ہندو شاعر لالہ امانت رائے (م. ۱۱۴۵ھ/۱۷۳۳ء) کی صوفیانہ مثنوی کا ابتدائی شعر درج کیا ہے۔ (اختر راہی، ایضا، ص: ۴۱)

اے رفیقان قصہ نے بشنوید نالہ درد دل وے بشنوید

ان اقتباسات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ بارہویں صدی ہجری میں سرزمین ہندوستان میں مثنوی معنوی کی شہرت اتنی عام ہوگئی تھی کہ عوام و خواص، مسلم اور ہندو، غرض سبھی اس خزینۂ حکمت سے کسب فیض کر رہے تھے، اور یہ معنوی کتاب اس دور کے شعراء اور صوفیہ کے لیے الہام بخش ثابت ہو رہی تھی۔ بارہویں صدی تک مطالعۂ مثنوی کے ادبی اور صوفیانہ سرمائے کی زبان فارسی معلوم ہوتی ہے، مگر اس دور میں بدلتے حالات کے پیش نظر مترجمین و شارحین نے اردو زبان میں مثنوی کے ترجمے کا آغاز کیا۔ اس حوالے سے ہم ''قصیدہ معجزہ'' کی طرف اشارہ کر سکتے ہیں۔ جسے ایک نامعلوم شاعر نے ۱۱۰۲ھ/۱۶۹۰ء میں قلم بند کیا ہے۔ (اختر راہی، ترجمہ ہائے متون فارسی بہ زبانہائے پاکستانی، ۳۱۳) یہ کتاب دراصل مثنوی کے دفتر اول کا منظوم ترجمہ ہے۔ اُردو زبان میں ایک اور منظوم ترجمہ عبداللہ دہلوی سے منسوب ہے جو ۱۱۸۲ھ/۱۷۶۸ء میں تیار کیا گیا۔ (دہباشی، ۲۱۳)

شبانہ سحر نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے میں 'ترجمہ خطبات مثنوی' از ملا سعد پٹنوی (م.۱۱۰۸ھ/ ۱۶۹۶ء) کا عنوان بھی درج کیا ہے مگر انھوں نے اس ترجمے کی نوعیت کی طرف اشارہ نہیں کیا۔ (شبانہ سحر، ص: ۱۳۴)

تیرھویں صدی ہجری/ انیسویں صدی عیسوی، برصغیر کی تاریخ میں مغلیہ سلطنت کے زوال اور برطانوی سلطنت کے عروج و اقتدار کی صدی ہے۔ حکومت نے فارسی کے اثرات زائل کرنے کے لیے اردو کی بھرپور سرپرستی کی اور اس کی ترویج کے لیے متعدد اقدامات کیے۔ ملا نظام سہالوی، مرتب درس نظامی کے فرزند محمد بحرالعلوم نے اس صدی میں مثنوی کی مبسوط ترین فارسی شرح لکھی۔ موصوف تصوف اور فلسفہ کے لذت آشنا تھے۔ ان کی بے نظیر شرح میں متقدم شارحین سے کسب فیض

کی جھلکیاں موجود ہیں۔ ذیل میں مثنوی معنوی کے اس عہد میں تیار کئے گئے اردو تراجم اور شروح کی فہرست پیش کی جا رہی ہے۔

منظوم اردو تراجم:

۱۔ 'باغ ارم' از منشی مستعان علی معروف بہ شاہ مستعان، سنہ تالیف: ۱۲۴۴ھ/ ۱۸۲۸ء

یہ کتاب مثنوی معنوی کا منتخب منظوم ترجمہ ہے جو ۱۲۶۹ھ/۱۸۵۲ء میں مطبع کریمی بمبئ سے چھپا۔

۲۔ 'مجمع فیض العلوم' از الٰہی بخش کاندھلوی (م ۱۲۴۵ھ/ ۱۸۲۹ء)، سنہ تالیف: ۱۲۸۸ھ/ ۱۸۷۱ء

یہ کتاب دفتر اول کا منظوم ترجمہ ہے جس کے ابتدائی ایک ہزار اشعار کو الٰہی بخش کاندھلوی نے اردو میں نظم کیا ہے اور باقی اشعار کو ان کے صاحبزادہ ابوالحسن نے شعری پیرائے میں پیش کیا ہے۔ یہ منظوم ترجمہ پہلی دفعہ ۱۲۸۸ھ/ ۱۸۷۱ء میں لکھنو سے چھپ کر سامنے آیا۔ بعدازاں ۱۳۱۹ھ/ ۱۹۰۱ء میں کانپور سے شایع ہوا۔ مترجموں نے عناوین کا منثور ترجمہ کیا ہے مگر اشعار کا ترجمہ منظوم ہے۔ (عظمی زرین نازیہ، ص: ۶۸)

۳۔ 'پیراہن یوسفی'، از محمد یوسف علی شاہ گلشن آبادی، سنہ تالیف ۱۲۹۳ھ/ ۱۸۷۶ء۔

یہ ترجمہ دراصل مثنوی معنوی کا پہلا مکمل منظوم اردو ترجمہ ہے ۔ یہ کتاب مطبع نول کشور سے بارہا چھپتی رہی۔(عارف نوشاہی، ص: ۲۱۸۹) مولوی یوسف علی شاہ نے اپنے منظوم ترجمے میں، اصل متن کو شامل کیا ہے اور ہر شعر کا ترجمہ اس کے سامنے درج کیا ہے۔ ان کا کمال یہ ہے کہ پورے ترجمے میں مثنوی کی بحر (رمل مسدس) کا التزام کیے رکھا ہے اور لفظی ترجمے کے فریضے کو نہایت کامیابی کے ساتھ نبھایا ہے۔ساتھ ساتھ حاشیے میں وضاحت طلب مقامات کی مختصر شرح بھی درج کی ہے۔

۴۔ 'شجرۂ معرفت'، از غلام حیدر گوپاموی متخلص بہ حیدر، سنہ تالیف: ۱۲۹۸ھ/ ۱۸۸۰ء

اس کتاب کا مکمل عنوان: 'شجرہ معرفت/ منتخبات مثنوی مولوی روم مترجم بہ زبان اردو و مسمی بہ شجرہ معرفت' ہے۔ یہ تصنیف مثنوی معنوی کا منتخب منظوم ترجمہ ہے جو مطبع نول کشور سے شایع ہوئی۔ مترجم نے کتاب کی ابتدا میں لکھا ہے:

بہ فضل خدائے جہان آفرین   شد این ترجمہ ختم بالعافیت
پے نام تاریخی آن چون شدم   بگفتا خرد، شجرۂ معرفت

(علی دہباشی، ص: ۲۱۳)

۵۔ ترجمہ مثنوی معنوی از شاہ مشتاق، سنہ تالیف: ۱۲۶۱ھ/ ۱۸۴۵ء

یہ تألیف مثنوی معنوی کا منتخب منظوم ترجمہ ہو گا۔ (شبانہ سحر، ص ۱۳۷)

تیرہویں صدی ہجری میں سرزمین ہندوستان میں مثنوی اور رومی سے عقیدت اتنی بڑھ گئی کہ بعض شاعر اور صوفی حضرات نے مثنوی معنوی کا دفتر ہفتم لکھنے کا اہتمام کیا۔ اس سلسلے میں مفتی الٰہی بخش کاندھلوی کی طرف اشارہ کر سکتے ہیں۔ انھوں نے ۱۲۱۶ھ/ ۱۸۰۱ء میں حاجی امداد اللہ مہاجر کی درخواست پر دفتر ہفتم مثنوی قلم بند کیا۔ نیز شیخ محمد تھانوی (م ۱۲۹۶ھ/ ۱۸۷۹ء) نے شورش عشق الموسوم بہ دفتر ہفتم، ۱۲۷۶ھ/ ۱۸۵۹ء میں تصنیف کیا۔ یہ تصنیف ان کے انتقال کے بعد ۱۳۰۷ھ/ ۱۸۸۹ء میں شایع ہوئی۔

چودھویں صدی ہجری میں بھی مثنوی کا رواج قائم رہا۔ مولانا شبلی (۱۳۳۲ھ/ ۱۹۱۴ء) نے اس صدی میں ایک جدید زاویۂ نگاہ سے رومی اور مثنوی معنوی کا مطالعہ کیا۔ ۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۶ء میں ان کی فکر انگیز تصنیف 'سوانح مولانا روم' کے نام سے سامنے آئی۔ ذیل میں چودھویں صدی سے لے کر دور حاضر تک کیے گئے منظوم تراجم زمانی ترتیب سے درج کیے جا رہے ہیں:

۱۔ 'کتاب مرقوم' از محمد عبدالرحمان راسخ دہلوی بن محمد حسین فقیر دہلوی، سنہ تألیف ۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۸ء

یہ تصنیف مثنوی معنوی کے دفتر اول کا منظوم اردو ترجمہ مع شرح ہے۔ شارح موصوف نے دفتر دوم اور دفتر سوم کا ترجمہ علی الترتیب 'مسک مختوم' اور 'رزق مقسوم' کے عنوان سے کیا ہے،

مگر یہ تراجم غیر مطبوعہ ہیں۔ یہ منظوم ترجمہ پہلی دفعہ احسن المطابع دہلی سے چھپ کر سامنے آیا۔

۲۔ **'مثنوی عقد گوہر یعنی موتیوں کا ہار' از خان بہادر پیرزادہ محمد حسین صاحب (م.۱۳۴۶ھ/ ۱۹۲۷ء) سنہ تألیف: ۱۳۱۶ھ/ ۱۸۹۸ء**

یہ کتاب مثنوی معنوی کی ۹۵ حکایتوں کا منظوم اردو ترجمہ ہے جو پہلی دفعہ ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۰ء میں لاہور سے چھپی اور ۱۳۲۳ق/ ۱۹۰۵ء میں دہلی سے چھپ کر منظر عام پر آئی۔ مترجم نے اس کتاب کے لیے مثنوی معنوی ہی کی بحر کا انتخاب کیا ہے اور اشعار کو سلیس اردو زبان میں منتقل کیا ہے۔

۳۔ **'نالہ مضطر/تحفہ مظفر' از مظفر نبی، سنہ تألیف: ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء**

یہ تصنیف مثنوی معنوی کا منتخب منظوم ترجمہ ہے جو ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء میں مطبع رضوی دہلی سے شایع ہوئی۔ (دہباشی، ۲۱۴)

۴۔ **'شرح و منظوم ترجمہ مثنوی مولانا روم مع حقیقی معنی بزبان اردو، از عبداللہ خاں عسکری لدھیانوی، سنہ تألیف: ۹-۱۳۳۸ھ/ ۱۹۲۰ء**

یہ کتاب مثنوی معنوی کے دفتر اول کا جزوی منظوم ترجمہ مع شرح ہے۔آپ نے منظوم ترجمے میں بحر رمل مثمن محذوف ومقصور کو اختیار کیا ہے۔ شارح موصوف نے دیوان حافظ کی بھی شرح لکھی ہے۔

۵۔ **الہام منظوم از عاشق حسین سیماب اکبر آبادی (۱۸۸۲ء - ۱۹۵۱ء) سنہ تألیف: ۵۰-۱۳۴۷ھ/ ۳۱-۱۹۲۸ء**

یہ کتاب مثنوی معنوی کا مکمل منظوم اردو ترجمہ ہے جسے مولوی فیروز الدین (مؤلف فیروز اللغات) نے نظر ثانی کے بعد شایع کیا ہے۔

۶۔ **'نوائے رومی' از محمد یونس سیٹھی متخلص بہ وفا - سنہ تألیف ۲۰۰۵ء**

یہ کتاب مثنوی معنوی کا جزوی منظوم ترجمہ ہے جو ۲۰۰۵ء میں اسلام آباد سے چھپ کر

منظر عام پر آیا۔ اس تصنیف کو مثنوی معنوی کا جدید ترین منظوم ترجمہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ چودھویں صدی ہجری تک اردو نثر نے ارتقا کی منزلوں سے گزر کر ہر قسم کے خیالات و جذبات، موضوعات و افکار کے اظہار کی اہلیت حاصل کی۔ مثنوی معنوی کے ابتدائی منثور تراجم بھی چودھویں صدی ہجری میں قلم بند کیے گئے۔ ذیل میں قرن چہار دہم سے لے کر دور حاضر تک کیے گئے مثنوی معنوی کے منثور تراجم کی فہرست زمانی ترتیب سے پیش کی جا رہی ہے۔

منثور تراجم :

۱۔ ''ریاض العلوم'' از شفیقی عہدی پوری - سنہ تألیف ندارد،

ڈاکٹر راہی نے اپنی کتاب ''ترجمہ ہائے متون فارسی بہ زبان ہائے پاکستانی'' میں اس ترجمے کا ذکر کیا ہے۔ ان کے مطابق یہ تصنیف مثنوی معنوی کے دفتر اول کا منثور ترجمہ ہے جو لاہور سے چھپی ہے۔ (اختر راہی، ۳۱۳)

۲۔ ''ترجمہ مثنوی معنوی'' از عبدالحمید خان حمید ملیح آبادی، سنہ تألیف ندارد۔

ڈاکٹر اختر راہی کی کتاب میں اس ترجمے کی طرف اشارہ ہوا ہے۔ (ایضاً، ۳۱۴) یہ تصنیف غیر مطبوعہ ہے۔ راقمہ اس ترجمے کی نوعیت اور سنہ تألیف کے سلسلے میں مزید معلومات حاصل نہیں کر سکی۔

۳۔ ''دریائے معرفت'' از خان عارف برنی، سنہ تألیف ندارد

یہ کتاب مثنوی معنوی کے دفتر پنجم کا فلسفیانہ منثور ترجمہ ہے جو لاہور سے چھپی ہے۔ کتاب پر سنہ تألیف درج نہیں ہوا ہے۔

۴۔ 'کشف اسرار مکتوم' از مولوی سید مرتضی حسین، سنہ تألیف: ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء

کتاب ہذا ترجمہ مثنوی مولانا روم مع تشریح الفاظ، معانی حروف، سوانح عمری مولانا روم، اظہار صنایع وتجانیس و ترجمہ آیات مندرجہ اشعار پر مشتمل ہے۔ گویا موصوف نے اس کتاب کو کورس بی اے اور کورس منشی عالم پنجاب یونی ورسٹی کے مشمولہ حصوں کی بنیاد پر تیار کیا ہے۔

۵۔ **''ریاض معرفت' 'از ڈاکٹر ریاض الدین، سنہ تأ لیف: ۱۳۵۷ھ/ ۱۹۳۸ء**

یہ تصنیف دفتر اول کا نثری ترجمہ ہے۔ ڈاکٹر ریاض الدین نے ترجمے کے لیے بامحاورہ زبان استعمال کی ہے۔ یہ تصنیف باہتمام مرزا الطاف بیگ ۱۹۳۸ء میں مطبع ابوالعلائی آگرہ سے طبع ہوئی ہے۔

۶۔ **''حکایات رومیؒ' ' از مرزا نظام شاہ لبیب گورگانی (دو جلدیں) سنہ تأ لیف: ۱۳۵۸ھ/ ۴۰-۱۹۳۹ء**

یہ تصنیف دراصل قاضی تلمذ حسین کی بے نظیر کتاب ''مراۃ المثنوی' ' کا اردو ترجمہ ہے جسے سید ہاشمی نے نظر ثانی کے بعد شایع کیا ہے۔ مرزا نظام شاہ گورگانی کا یہ ترجمہ حیدر آباد کی زبان کے موزون الفاظ کی شمولیت کی وجہ سے لسانی نقطہ نظر سے منفرد حیثیت رکھتا ہے۔ یہ کتاب دو جلدوں میں انجمن ترقی اردو (ہند) دہلی سے چھپی۔

۷۔ **''فیوضات رومی مع تبرکات اقبال' ' از غلام محمد، سنہ تأ لیف: ۱۳۶۸ھ/ ۱۹۴۹ء**

یہ تصنیف مثنوی معنوی کے منتخب حصوں کا نثری ترجمہ ہے۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے مترجم نے ساتھ ساتھ اشعار اقبال کا ترجمہ بھی شامل کیا ہے۔

۸۔ **''رموز معرفت' ' مثنوی معنوی کا منثور ترجمہ ہے جس کا مؤلف نامعلوم ہے۔ سنہ تأ لیف: ۶۱-۱۹۶۰ کے بعد کا ہوسکتا ہے۔**

یہ کتاب مثنوی معنوی کا منتخب نثری ترجمہ، شرح اور فرہنگ ہے۔

۹۔ **''گلزار معرفت' ' منشی فاضل کے نصاب کا منثور ترجمہ ہے۔**

اس ترجمے کا مترجم اور سنہ تأ لیف معلوم نہیں ہے۔ مترجم نے جامعہ پنجاب کے منشی فاضل نصاب میں شامل دفتر اول کے اشعار کو اردو زبان میں منتقل کیا ہے۔ یہ تصنیف حجازی پریس لاہور سے چھپی ہے۔

۱۰۔ **''حکایات مثنوی مولانا رومؒ' ' از ابوالافضل پیر غلام صاحب نامی، سنہ تأ لیف: دوسرا ایڈیشن، ۱۳۶۹ھ/ ۱۹۵۰ء**

یہ تصنیف منتخب حکایات مثنوی کا نثری ترجمہ ہے۔اس کتاب کا پہلا ایڈیشن مترجم کی

اجازت کے بغیر شایع ہوا تھا۔ نئے ایڈیشن میں مترجم نے چند حکایات کے اضافے کے علاوہ گذشتہ ایڈیشن کی غلطیوں کو بھی درست کیا ہے۔

۱۱۔ **''ترجمہ مثنوی مولانا روم - دفتر پنجم مع فرہنگ و سوانح مصنف'' از حکیم غلام نبی، سنہ تألیف: ۷۵-۱۳۷۴ھ/ ۱۹۵۵ء**

جیسا کہ نام سے پتہ چل رہا ہے یہ تصنیف مثنوی کے دفتر پنجم کا نثری ترجمہ ہے۔ مترجم نے اس ترجمے کے لیے، فرہنگ الفاظ کا بھی اہتمام کیا ہے۔ کتاب میں رومی کے حالات کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔

۱۲۔ **''حکایات رومی'' از طالب ہاشمی، سنہ تألیف ۱۳۸۶ھ/ ۱۹۶۷ء**

یہ تصنیف مثنوی معنوی کی منتخب حکایات کا نثری ترجمہ ہے۔ مترجم نے تحت اللفظ ترجمہ نہیں کیا بلکہ عبارات کے مفہوم کو اردو زبان میں منتقل کیا ہے۔

۱۳۔ **''مثنوی معنوی'' از قاضی سجاد حسین، سنہ تألیف: ۹۹-۱۳۹۴ھ/ ۷۸-۱۹۷۴ء**

یہ معرکہ آرا تصنیف مثنوی معنوی کا پہلا باقاعدہ اور مکمل نثری ترجمہ ہے۔ قاضی صاحب نے بڑی عرق ریزی سے پوری مثنوی کو بڑے علمی انداز میں اردو نثر میں منتقل کیا ہے۔ آپ نے مختصر مگر جامع انداز اختیار کیا ہے۔راقمہ کے خیال میں دور حاضر میں اگر کوئی مثنوی کا علمی مطالعہ کرنا چاہے تو قاضی سجاد حسین کا ترجمہ اس کی یہ خواہش پوری کرسکتا ہے۔

۱۴۔ **''گفتۂ رومی یعنی منتخبات مثنوی'' از محمد عبدالمجید یزدانی، سنہ تألیف: ۱۳۹۶ھ/ ۱۹۷۶ء**

یہ تصنیف مثنوی کے چیدہ اشعار کا منثور ترجمہ ہے۔ پروفیسر عبدالمجید یزدانی نے ۱۲۵۰ اشعار کا انتخاب کرکے ان کا ترجمہ پیش کیا ہے۔ یہ کتاب پہلی دفعہ نومبر ۱۹۷۶ء میں ندرت پرنٹرز لاہور سے طبع ہوئی۔

۱۵۔ **''گلدستۂ مثنوی'' از مولانا مفتی جلال الدین احمد امجدی، سنہ تألیف: ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء**

مترجم مفتی دارالعلوم فیض الرسول نے اس کتاب کی اشاعت سے پہلے ۱۳۷۸ھ/ ۵۹-۱۹۵۸ء میں گلدستۂ مثنوی کے زیرعنوان، مثنوی کا انتخاب، مع ترجمہ و مختصر شرح کیا

تھا۔ دو سال کے بعد، ۱۳۸۰ھ میں ''گلزار مثنوی'' کے نام سے اپنا دوسرا انتخاب پیش کیا۔ پھر آپ نے ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء میں دونوں کتابوں کو یکجا کر کے نئی ترتیب سے آراستہ کیا۔ مترجم نے اس انتخاب میں اس بات کو ملحوظ نظر رکھا ہے کہ وہ حکایات شامل کی جائیں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ کی فضیلتوں پر مبنی ہوں۔

۱۶۔ **''بہار مثنوی'' از مفتی محمد محمود الوری، سنہ تألیف: ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۱ء**

یہ تصنیف مثنوی معنوی کی چیدہ حکایات کا نثری ترجمہ ہے۔ مترجم نے فارسی متن کو بھی شامل کتاب کیا ہے۔ یہ کتاب پہلی دفعہ مکتبہ نعمانیہ لاہور سے چھپ کر سامنے آئی۔

۱۷۔ **''انوار العلوم'' از محمد عالم امیری، سنہ تألیف: ۱۹۹۹ء**

یہ کتاب مثنوی معنوی کا مکمل نثری ترجمہ ہے جس کی چودھویں اشاعت جون ۲۰۱۳ء خدیجہ پبلی کیشنز لاہور سے چھپ کر سامنے آئی۔ دراصل اس تصنیف کو مثنوی معنوی کا جدید ترین مکمل نثری ترجمہ قرار دے سکتے ہیں۔ اگر چہ اس تصنیف کو مکمل ترجمے کا عنوان دیا گیا ہے مگر دوران تحقیق راقمہ کو معلوم ہوا ہے کہ دفتر پنجم میں موجود حکایت ''کنیزک'' کا ترجمہ چھوڑ دیا گیا ہے۔ وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ ایسی اور بھی حکایات ہوں گی جن کا ترجمہ نہیں ہوا ہے، لیکن ان کی تعداد بہت کم ہے۔

۱۸۔ **''حکایات رومی/ ترجمہ اردوی حکایات رومی از جلال الدین مولوی'' از سید مسعود شاہ، سنہ تألیف: ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء**

یہ تصنیف منتخب حکایات رومی کا نثری اردو ترجمہ ہے۔ یہ کتاب ۲۰۰۲ء میں اسلام آباد سے چھپی۔

۱۹۔ **''حکایات رومی'' از مطلوب احمد ورائچ، سنہ تألیف ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۷ء**

یہ کتاب مثنوی معنوی کی منتخب حکایات کا منثور ترجمہ ہے۔

چودھویں صدی ہجری میں، مثنوی معنوی کے منثور اور منظوم تراجم کے ساتھ ساتھ اردو شرحوں کا بڑا سرمایہ وجود میں آیا۔ یہ کام آج تک جاری ہے۔ قرن چہار دہم سے لے کر دور حاضر

تک تحریر کی گئیں مثنوی کی شرحوں کی فہرست زمانی ترتیب سے کچھ اس طرح سے بنتی ہے:

اردو شروح:

۱۔ **''بوستان معرفت'' از عبدالمجید خان بن عبدالرحیم خان پھیلی بیتی، سنہ تألیف ۱۰-۱۳۰۹ھ/ ۹۳-۱۸۹۲ء**

یہ تصنیف مثنوی معنوی کی مکمل شرح ہے جو ۱۳۰۹ھ/۱۸۹۲ء میں مطبع نول کشور لکھنو سے شائع ہوئی۔ اس شرح کو مثنوی معنوی کی پہلی مکمل اردو شرح کی حیثیت حاصل ہے۔ عبدالمجید خان کے دور میں مثنوی کی فارسی شرحیں دستیاب تھیں ،ایسے حالات میں موصوف بڑی عرق ریزی سے اردو شرح لکھنے کا کام نبھایا اور اپنی شرح سے اردو شارحین کے لیے راستہ ہموار کیا ہے۔

۲۔ **''کشف العلوم، شرح مثنوی مولانا روم'' از محمد ہدایت العلی لکھنوی، سنہ تألیف: ۱۲-۱۳۱۱ھ/۱۸۹۴ء**

یہ کتاب دفتر اول، دوم اور سوم کا اردو ترجمہ مع شرح ہے اور مراد آباد سے چھپی ہے۔

۳۔ **''رونمائے مثنوی'' از مولوی محمد اشرف علی تھانوی، سنہ تألیف: ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۲ء**

یہ تصنیف مثنوی کے دفتر اول کے منتخب اشعار کا ترجمہ اور تشریح پر مبنی ہے۔ یہ کتاب پہلی دفعہ مطبع مجتبائی دہلی سے ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۲ء میں چھپی۔

۴۔ **''کشف المکتوم'' از محمد اسماعیل خان، سنہ تألیف: ۲۳-۱۳۲۱ھ/ ۱۹۰۵-۱۹۰۳ء**

یہ منتخب شرح محمد انتظار حسین مراد آبادی کے اہتمام سے مطبع عین الاخبار اور مطبع جیسپر مراد آباد سے طبع ہوئی ہے اور چار جلدوں پر مشتمل ہے۔

۵۔ **''ضیاء العلوم'' ترجمہ و شرح مثنوی مولانا روم، از میاں محمد اسماعیل مسلم ہاشمی، سنہ تألیف: ندارد**

یہ تصنیف مثنوی کے دفتر اول کی شرح ہے۔ مترجم نے فارسی متن کو بھی شامل کیا ہے۔ اس پر سنہ تألیف درج نہیں ہے۔ ضیاء العلوم ایسٹرن بک سٹال لاہور سے طبع ہوئی ہے۔

٦۔ **''کلید مثنوی'' از اشرف علی تھانوی، سنہ تألیف: ۳۴-۱۳۲۵ھ/ ۱۹۱٦ء - ۱۹۰۷**

یہ تصنیف مثنوی معنوی کی مکمل اردو شرح ہے جو ۲۴ جلدوں میں تحریر ہوئی ہے۔ شارح نے دفتر اول اور دفتر ششم کی شرح کو خود قلم بند کیا ہے۔ باقی دفتروں کے لیے شبیر

احمد(موصوف کا بھتیجا) اور حبیب احمد کیرانوی نے کاتبوں کی حیثیت سے موصوف کی تقاریر کو محفوظ کیا ہے۔ اس وجہ سے اس کتاب کو شرح بشیری اور شرح حبیبی کا نام بھی دیا گیا ہے۔ یہ کتاب بارہا مختلف مطابع سے چھپی ہے۔

۷۔ **''رشد معنوی فی شرح مثنوی'' از سید محمد ہاشم بن اسماعیل سکندر آبادی، سنہ تألیف: ۱۳۳۰/۱۹۱۲ء**

شارح نے انتخاب مثنوی کی منظوم شرح تحریر کی ہے۔ یہ تصنیف ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء میں احمدیہ پریس، حیدرآباد دکن سے چھپی۔

۸۔ **''لبّ مثنوی'' از اشرف علی تھانوی، سنہ تألیف: ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء**

یہ تصنیف دفتر ششم مثنوی کی شرح ہے جو ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء میں مطبع قاسمی دیوبند سے طبع ہوئی ہے۔

۹۔ **''کشف المفہوم - شرح اردو مثنوی مولانا روم'' از محمد بشیر صدیقی فاضل علی پوری، سنہ تألیف: ۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۵ء**

یہ کتاب دفتر اول کے منتخب اشعار کی تشریح پر مشتمل ہے۔ جسے فاضل علی پوری نے نورالحق اور محمد حسین کی فرمائش پر قلم بند کیا ہے۔ اس شرح کا دیباچہ مولانا کے سوانح پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب پہلی دفعہ مطبع خادم العلوم لاہور سے ۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۵ء میں شایع ہوئی۔ اس شرح کا دوسرا ایڈیشن ۴۴-۱۳۴۱ھ/ ۲۶-۱۹۲۲ء میں اسلامیہ سٹیم پریس لاہور سے چھپ کر سامنے آیا۔

۱۰۔ **''مفتاح العلوم'' از محمد نذیر عرشی نقشبندی مجددی (م: ۱۳۶۶ھ/ ۱۹۴۶ء) سنہ تألیف: ۵۷-۱۳۴۳ھ/ ۳۹-۱۹۲۴ء**

مفتاح العلوم مثنوی معنوی کی جدید ترین مکمل اردو شرح ہے۔ یہ مفصل شرح سترہ جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس شرح کی مختلف جلدیں بارہا مختلف مطابع سے چھپ کر سامنے آئی ہیں۔ پہلا مکمل ایڈیشن قریشی بک ایجنسی لاہور سے شایع ہوا۔ بعد ازاں یہ شرح مکمل صورت میں علمی پرنٹنگ پریس لاہور سے ۱۹۶۵ء میں طبع ہوئی۔

۱۱۔ **''رومی - مثنوی مولانائے روم کا مطالعہ ایک جدید زاویہ نگاہ سے'' از میر ولی اللہ ایڈووکیٹ ایبٹ آباد (م۱۹٦۴ء) سنہ تألیف: ۱۳۵٦ھ/ ۱۹۳۷ء**

میر ولی اللہ ایبٹ آبادی نے مثنوی معنوی کے بعض حصوں کا انتخاب مع شرح کیا۔ یہ شرح دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ میر ولی اللہ اس کتاب کی تحریر سے پہلے ۱۹۱٦ء میں کلام حافظ کی 'شرح لسان الغیب' لکھ کر شہرت حاصل کر چکے تھے۔ بعدازاں ۱۹۲۳ء میں خیام کے بارے میں 'کاس الکرام' کے زیرعنوان ایک کتاب قلم بند کی۔

۱۲۔ **''تعلیم الاحباب شرح مثنوی لب لباب'' از پیر عبدالرزاق شاہ، سنہ تألیف: ۱۳٦٦ھ / ۱۹۴۷ء کے بعد**

اس شرح کو پیر عبدالرزاق شاہ صاحب نے تحریر کیا ہے۔ یہ دفتر اول اور دفتر دوم کی تشریح ہے۔ اس شرح کو شارح کے مرید محمد یوسف قریشی نے شایع کیا ہے۔ موصوف نے دفتر اول کو ملتان سے طبع کیا جبکہ دفتر دوم کی اشاعت آفتاب عالم پریس لاہور سے عمل میں آئی۔

۱۳۔ **''بحر العلوم'' از فیروز الدین رازی، سنہ تألیف: ۱۳۷۴-۷۵ھ/ ۱۹۵۵ء**

یہ تصنیف مثنوی معنوی کے دفتر پنجم کا ترجمہ مع شرح ہے۔ یہ شرح ۱۳۷۴-۵ھ/ ۱۹۵۵ء میں اورینٹل بک سوسائٹی لاہور سے چھپی۔

۱۴۔ **''مثنوی مولانا روم جدید آئینے میں'' از محمد سلیم الدین شمسی، سنہ تألیف: ۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء**

یہ تصنیف مثنوی کے دفتر اول کے بعض منتخب اشعار کی شرح ہے۔ شارح نے فارسی متن کو بھی شامل کیا ہے۔ یہ کتاب رومی پبلشنگ ہاؤس کراچی سے چھپی ہے۔

۱۵۔ **''معارف مثنوی'' از محمد اختر، سنہ تألیف: ۱۳۹٦ھ/ ۱۹۷٦ء کے بعد کا ہوسکتا ہے۔**

یہ تصنیف انتخاب مثنوی معنوی کی شرح ہے۔ اس کا دوسرا ایڈیشن اور مجلس اشاعت الحق کراچی سے زیور طباعت سے آراستہ ہوا۔

۱٦۔ **''صدائے نوی - شرح مثنوی مولوی و (کذا) معنوی'' از ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی، سنہ تألیف ۱۴۰۱-۱۳۹٦ھ/ ۱۹۸۱-۱۹۷٦ء**

یہ تصنیف مثنوی معنوی کے دفتر اول کی مفصل شرح ہے۔ شارح نے اس شرح کو پانچ جلدوں میں تحریر کیا ہے۔ یہ تصنیف مکتبۂ اویسیہ رضویہ بہاولپور سے ۱۴۰۱-۱۳۹۶ھ/۱۹۸۱-۱۹۷۶ کے عرصے میں چھپ کر سامنے آئی۔

البتہ یہ فہرست نامکمل ہے اور اس میں اضافے کے امکانات موجود ہیں ۔

کتابیات:

۔ اختر راہی (۱۹۸٦ء) **ترجمہ ہائے متون فارسی بہ زبانہائے پاکستانی**، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد

۔ ایضاً (۱۹۷۸ء) **برصغیر میں مثنوی معنوی سے اعتنا**، مشمولہ: فکرونظر (ماہنامہ)، اسلام آباد

۔ بوعلی قلندر، **مثنوی شاہ بوعلی قلندر**، کانپور: سنہ ندارد

۔ دہباشی، علی (۱۳۸۲ھ ش) **تحفہ ہائے آن جہانی**، سخن، تہران

۔ قاضی سجاد حسین (۱۹۷۸ء) (مترجم)، **مثنوی معنوی**، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اور موسسہ انتشارات اسلامی، لاہور

۔ سید عبداللہ (۱۹٦۷ء) **ادبیات فارسی میں ہندوؤں کا حصہ**، مجلس ترقی ادب، طبع دوم، لاہور

۔ شبانہ سحر (۲۰۰۵ء) **استقبال مثنوی در پاکستان و ہند**، تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ ڈی فارسی، مملوکہ جامعہ پنجاب، لاہور

۔ شبلی نعمانی (۱۹۵۹ء) **سوانح مولانا روم**، سجاد پبلیشرز، لاہور

۔ عظمی زرین نازیہ (۲۰۰۳ء) **بررسی ترجمہ ہا و شرح ہائے اردو و پنجابی مثنوی معنوی**، تحقیقی مقالہ برائے ایم فل فارسی-مملوکہ جامعہ پنجاب ، لاہور

۔نوشاہی، عارف (۱۳۹۱ھ ش) **کتاب شناسی آ ثار فارسی چاپ شدہ درشبہ قارہ**، مرکز پژوہشی میراث مکتوب، تہران
۔فروزانفر، بدیع الزمان (۱۳۸۴ھ ش) **زندگی مولانا جلال الدین بلخی**، انتشارات زوار، چاپ ہفتم، تہران